REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۵۰/۱۵ | ۲۷ صلح ۱۳۴۰ ہش | ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۲۶ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل دوپہر تک نزلہ اور حرارت رہی۔ بعد دوپہر اسہال کی تکلیف ہو گئی۔ جو شام تک رہی۔ متعدد بار اسہال کی وجہ سے اعصابی ضعف اور بے چینی کی شکایت بھی ہو گئی — رات نیند آ گئی۔ لیکن پچھلی رات کچھ بے چینی رہی۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

پاکستان میں روحانی اقدار کو نقصان پہنچنے نہیں دیا جائیگا

ایک مکمل نظامِ تعلیم مادی ضرورتوں اور روحانی اقدار کے درمیان توازن پیدا کرتا ہے

(صدر ایوب)

کراچی ۲۶ جنوری۔ صدر ایوب خان نے کل کراچی یونیورسٹی میں سیٹو کے ممبر ملکوں کی یونیورسٹیوں کے سربراہوں کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا "ہماری یونیورسٹیوں کا مقصد صرف یہی نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ علم و فضل پھیلائیں۔ انہیں ایشیا کی ترقی کی سب تحریکوں میں پیش پیش رہ کر بدلتے ہوئے زمانہ کا ساتھ دینا ہوگا"۔ مشرق کے شاندار ماضی کا ذکر کرتے ہوئے صدر ایوب نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ گزشتہ چند صدیوں سے تاریخ کا پلڑا ہمارے خلاف رہا۔ جہاں کئی دوسرے ملکوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں شاندار ترقی کی وہاں ایشیا کے ملک پسماندہ رہے۔

صدر محمد ایوب نے کہا "ایک صحیح اور سائنٹیفک نظامِ تعلیم میں محض علم و فضل اور ریسرچ پر توجہ محدود نہیں کی جاتی۔ اس کا حقیقی مقصد انسانی معاشرہ کو متحرک اور ہم آہنگ بنانا ہے تاکہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جو اپنے ارکان کی مادی سماجی ضرورتیں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ان ضرورتوں اور انسان کی روحانی اقدار کے درمیان مناسب توازن پیدا کر سکے۔ دوسرے الفاظ میں ایک مکمل فلسفہ تعلیم جسم اور روح — دونوں کے تقاضے پورے کرتا ہے۔"

صدر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ہم سب جانتے ہیں کہ آج انسانی علم بدقسمتی سے ایک سنگین بحران سے دوچار ہے۔ یہ بحران سائنسی طاقتوں اور روحانی اقدار میں مسلسل عدم توازن کی تخلیق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور اسی طرح سماجی تنظیم کے مکمل نظام کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ وہ اس بحران سے راستہ نکال کر انسانی علم اور انسانی روح کا تحفظ کرے تاکہ علم اور روح ایک دوسرے کے نجات دہندہ بن جائیں۔

صدر نے کہا کہ اس بحران کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے ہم نے پاکستان میں اپنے نظام تعلیم میں نئی روح پھونکنے پر فوری توجہ دی۔ میں نے تعلیمی ماہروں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا۔ اس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں ہم نے اس ملک کے تعلیمی نظام کو ایک نئے قالب میں ڈھالنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ہم نے اس سلسلہ میں ایک اچھی ابتدا کی ہے اور ہمیں پوری توقع ہے کہ کچھ دیر بعد ہمارا تعلیمی نظام اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں رکھنے والے ایسے نوجوان پیدا کر سکے گا۔ جو خلوص اور حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہوں گے۔ اور بڑی جرأت و کامیابی کے ساتھ عہد حاضر کے چیلنج کا سامنا کر سکیں گے۔

صدر نے کہا ہماری تعلیمی اصلاحات میں سائنسی اور فنی تعلیم کے فروغ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ لیکن ایسی ترقی روحانی اقدار کو نقصان پہنچا کر حاصل نہیں کی جائے گی۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم اپنی آزادانہ قومی خصوصیات اور زندگی کے بنیادی نظریاتی ڈھانچہ کا تحفظ کریں ہم اور اسے فروغ دیں۔ دوسرے الفاظ میں یہی اسلامی ضابطہ حیات ہے۔ جس کی خاطر ہم نے خدا تعالےٰ کے فضل اور امداد سے پاکستان قائم کیا تھا۔

صدر محمد ایوب خاں آئندہ مئی میں آسٹریلیا جائیں گے

کامن ویلتھ کانفرنس میں ممبر ملکوں کے باہمی تنازعات پر غور نہیں کیا جاتا

راولپنڈی ۲۶ جنوری۔ صدر محمد ایوب خان نے کل کراچی سے راولپنڈی واپس آکر ان خبروں کی تصدیق کی کہ وہ آسٹریلوی حکومت کی دعوت پر آئندہ مئی میں آسٹریلیا جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا آسٹریلیا آنے کے لئے آسٹریلوی حکومت مجھ پر بہت زور دے رہی تھی۔ صدر ایوب کل اپنے وائکاؤنٹ میں ۳ بجے سہ پہر راولپنڈی پہونچے۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور مطلع ابر آلود تھا۔ فضائی اڈہ پر وزراء اعلیٰ حکام اور معتدد شہری صدر کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صدر سے پوچھا گیا کہ کامن ویلتھ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں کون کون سے مسائل زیر بحث آئیں گے۔ صدر نے جواب دیا "کانفرنس میں تخفیف اسلحہ سے تعلق رکھنے والے معاملات پر غور کیا جائے گا۔ صدر نے جواب دیا۔ ایسی کانفرنسوں پر داخلی تنازعات کو زیر بحث لانا مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ صرف ان معاملات پر متحدہ کارروائی مناسب سمجھی جاتی ہے۔ جن پر سب ممبر ملک متفق ہوں۔

محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے

— دعا کی تحریک —

ربوہ ۲۶ جنوری۔ محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کو گردے کی تکلیف میں پہلے کی نسبت تھوڑا سا فرق ہے۔ ابھی پورا آرام نہیں آیا۔ احباب جماعت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام اور توجہ کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

مری میں برف باری

مری ۲۶ جنوری۔ مری سے کل زبردست بارش اور برف باری کی اطلاع ملی ہے۔ راولپنڈی میں بھی گزشتہ دو دن سے تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد بارش ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ محکمہ موسمیات نے راولپنڈی اور سرگودہا ڈویژن میں بھی بارش کے امکان کی پیشگوئی کی ہے۔

کانگو کے راہنماؤں کو رہا کرنیکی اپیل

اقوام متحدہ ۲۶ جنوری۔ کل یہاں انکشاف کیا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل مسٹر ہمرشول نے ۱۹ اور ۲۰ کو کانگو کے صدر کاساووبو اور کاٹنگا کے صدر چامبے کے نام پیغامات بھیجے تھے کہ کانگو کے مسٹر لوممبا کو لیوپولڈ ول واپس بھیجا جائے تاکہ ان پر مجاز عدالتوں میں مقدمہ چلایا جا سکے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کانگو کے جو سیاسی راہنما اس وقت قید میں ہیں انہیں رہا کر دیا جائے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ جنوری ۶۱ء

باہمی اعتماد و احترام کا قابلِ افتخار وفاق

امریکہ کے سابق صدر آئزن ہاور نے اپنے الوداعی پیغام میں امریکہ کے باشندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"اس دنیا کو جو روز بروز زیادہ سے زیادہ سمٹتی جارہی ہے۔ باہمی اعتماد و احترام کا ایک قابل افتخار وفاق بننا چاہیئے اور ایسی برادری نہیں بننا چاہیئے جس میں ہر ایک کے دل میں ایک دوسرے سے خوف اور نفرت جاگزیں ہو۔"

یہ پیغام صرف امریکیوں تک محدود نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ البتہ چونکہ دنیا کے امن کو تہ و بالا کرنے کا آج جو خطرہ ہے وہ بڑی بڑی اقوام ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ یہ اقوام صدر آئزن ہاور کے اس پیغام پر پوری طرح کان دھریں اور کوشش کریں کہ اقوام عالم میں باہمی محبت اور ودادادی کے جذبات ابھریں اور ہر قوم ارتقائے انسانیت میں ایک دوسرے کی ممد و معاون ہو۔

آج دنیا میں امن کے حامی صرف صدر آئزن ہاور ہی نہیں ہیں بلکہ امریکہ یورپ حتی کہ روس کے بڑے بڑے لیڈر بھی اپنی تقریروں میں یہی کہتے ہیں کہ دنیا کو امن کی ضرورت ہے۔ اور جنگ کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر دوسری جانب ہر قوم اپنا زیادہ سے زیادہ روپیہ فوجی طاقت میں اضافہ پر صرف کر رہی ہے۔ اور بڑے بڑے سائنسدان ہلاکت کے زیادہ سے زیادہ زود اثر اور ہمہ گیر اسلحہ معلوم کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کر رہے ہیں۔ خود امریکہ اس مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں روس بھی مہلک ترین سامان تیار کرنے میں مصروف ہے۔ اگر ان اقوام کے اس جذبہ کو صحیح بھی مان لیا جائے کہ وہ واقعی دنیا میں امن کی خواہاں ہیں۔ تو ان کی یہ فلاسفی کہ طاقت کے توازن ہی سے ایسا ہوسکتا ہے دونوں طرف کام کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ ان دونوں اقوام کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوچکی ہے کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اتنی طاقت پیدا کرنی چاہیئے کہ دوسرے کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ عارضی طور پر یہ فلاسفی درست معلوم ہوتی ہے۔ ایک چیز جو دشمنوں کو ایک دوسرے سے الجھنے سے روکتی ہے بیشک یہ ڈر ہوتا ہے کہ مقابلہ میں بھی طاقت ہے اور بہت ممکن ہے کہ حملہ کرنے والا خود ہی کچلا جائے اس لئے وہ پہلے حملہ کرنے سے ہچکچاتا ہے مگر یہ ہچکچاہٹ کوئی ایسی پائدار چیز نہیں ہے جس پر زیادہ بھروسہ کیا جائے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت یہی چیز ہے جو عارضی طور پر دنیا کو ایک دوسرے سے الجھنے سے باز رکھ رہی ہے۔ چنانچہ صدر آئزن ہاور نے اپنی الوداعی تقریر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کے آٹھ سالہ عہد کی

"سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ عالمگیر جنگ کا انسداد کیا گیا۔ اور سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ تخفیف اسلحہ کی جانب اطمینان بخش ترقی حاصل نہیں ہوئی۔"

اس سے ظاہر ہے کہ آج یہ بہت بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے کہ جتنے دن بھی عالمی جنگ کو روکا جاسکے غنیمت ہے۔ اگر آٹھ سالہ صدارت کے دوران میں عالمگیر جنگ نہیں چھڑی اور اس کو حکمت عملی سے اتنی مدت ٹالا جاسکا ہے تو یہی اس عہد کی بڑی سے بڑی کامیابی ہے۔ واقعی اس دور کی یہ بڑی کامیابی ہے لیکن یہ عارضی ہی کہلا سکتی ہے۔ صدر آئزن ہاور اس کامیابی پر بجا فخر کرسکتے ہیں لیکن جو بات دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس آٹھ سالہ دور میں وہ کونسا ذریعہ دریافت ہوا کہ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن کے قیام میں مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا صدر آئزن ہاور کے عہد میں کوئی ایسی نفسیاتی یا اور قسم کی بنیاد دریافت ہوئی ہے جس پر ہمیشہ کے لئے امن کے قیام کی عمارت تیار کی جاسکتی ہے۔ لا دول لیول پر آٹھ سال پر امن گزار لینا فی ذاتہٖ اچھی بات ہے لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس عہد میں دانایانِ مغرب نے کوئی پائیدار امن قائم کرنے کا کوئی اصول معلوم کیا ہے یا کم از کم ایسے اصول کی نشاندہی ہی کی ہے جس سے ہم اپنی منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوسکتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ اس عرصہ میں اس ضمن میں کچھ نہیں ہوا بے شک بعض سنجیدہ اور سمجھدار لوگوں نے اس کے متعلق سوچا ہے اور اکثر نے اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اخلاقی اور مذہبی اقدار کو از سرِ نو زندہ کرنے سے اس منزلِ مقصود کی طرف قدم اٹھایا جاسکتا ہے جس کا ذکر صدر آئزن ہاور نے یہ کہہ کر کیا ہے کہ دنیا میں باہمی اعتماد و احترام کا وفاق بننا چاہیئے نہ کہ ایک دوسرے سے خوف اور نفرت کی برادری ظہور پذیر ہو۔

بے شک بعض لوگوں نے یہ اظہارِ خیال کیا ہے کہ ایسا باہمی اعتماد و احترام اخلاقی اور مذہبی اقدار کو از سرِ نو زندہ کرنے سے ہی پیدا ہوسکتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس خیال کو اونچی سیاست میں ابھی تک کوئی مقام نہیں دیا گیا۔ یعنی آج بھی دنیا میں میکیاولی سیاست کا ہی دور دورہ ہے۔ اور ایسی سیاست جس کی بنیاد عدل و انصاف اور اقدار پر ہو اونچے پیمانے کے سیاستدانوں میں اس کو کوئی دخل حاصل نہیں ہوا۔ صاف لفظوں میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ابھی تک دنیا پوری طرح شیطانی عقلیت کے قبضہ میں ہے اور نیک و بد کا پیمانہ ابھی تک مادی قوت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض سامراجی اقوام مثلاً برطانیہ، فرانس، ہالینڈ اور بلجیم نے اپنی نوآبادیوں کو آزادی کا پروانہ دے دیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا ان جابر اقوام نے ایسا کسی نیکی کے خیال سے کیا ہے کیا ان اقوام کے ضمیر نے ان کو مجبور کیا ہے کہ دوسری اقوام کو غلام بنا کر رکھنا اور ان کو حیوانوں کی طرح استعمال کرنا انسانیت کے خلاف ہے اگر ان تمام واقعات کو دیکھا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ ایسا تقویٰ کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا گیا بلکہ مصلحت کی بناء پر کیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا اسلئے کیا گیا ہے تاکہ پسماندہ اقوام کے متعلق جو ذمہ واریاں ان پر عاید ہوتی تھیں ان سے بچا جائے۔ اور ان سے جو مادی فوائد وابستہ تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ حاصل ہوں۔

ان سامراجی اقوام کو جانے دیجئے خود امریکہ کو لیجئے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے کسی قوم پر اپنا سامراج قائم نہیں کیا اور کہ وہ خود آزاد ہے اور دوسری اقوام کی آزادی کا حامی ہے لیکن سیاسیین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا یہ دعویٰ کسی اخلاقی یا مذہبی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ مادی دولت میں جو پوزیشن اس کو اقوام عالم میں حاصل ہے اس پوزیشن نے اسکو یہ موقع دیا ہے کہ وہ اسکے خود غرضانہ مقاصد کو دنیا کی نظر میں مخلصانہ رنگ دے کیوبا کا واقعہ اسکی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

ہم کسی خاص قوم یا اقوام کو مطعون کرنے کے لئے یہ نہیں کہہ رہے۔ ہماری غرض ایک جنرل نقطۂ نظر کو واضح کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اقوامِ عالم میں باہمی اعتماد و احترام کی عمارت کسی منافقانہ روش سے نہیں بلکہ حقیقی اخلاقی اور مذہبی بنیادوں پر ہی استوار کی جاسکتی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اسلام نے جنگ و صلح کے جو منصفانہ اصول قرآن و سنت میں پیش کئے ہیں۔ جب تک اقوامِ عالم اس سپرٹ سے جس سپرٹ سے اسلام نے ان کو پیش کیا انہیں نہ اپنائیں گی اس وقت تک پائیدار امن کی بنیاد دنیا میں نہیں پڑ سکتی۔ اور نہ باہمی اعتماد و احترام کا ایک قابل افتخار وفاق رونما ہوسکتا ہے۔ آج افسوس سے کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان اقوام کی یہ پوزیشن نہیں ہے کہ ان اصولوں کو جامۂ عمل پہنا کر دنیا کے سامنے بطور نمونہ کے پیش کریں۔ اسلئے جو کچھ ایسی صورت میں ہوسکتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کو زیادہ سے زیادہ مغربی اقوام میں پھیلانے کا بندوبست کیا جائے۔ اور تبلیغ اسلام کی مہم کو ان ممالک میں تیز سے تیز تر کیا جائے۔ اچھے اصولوں کو صرف وہی اقوام اپنا سکتی ہیں جن میں قوت عمل کمال کو پہنچی ہوئی ہو۔ آج مشرقی اقوام بے شک بیدار ہو رہی ہیں لیکن ان کی بیداری صرف مغربی سیاسی زندگی کے عالم میں ہو رہی ہے ان کو نہ تو فرصت ہے اور نہ مواقع حاصل ہیں کہ ان کا کیا اقوام عالم کے لئے نمونہ کا کام دے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشرقی اقوام کو اسلامی اصولوں کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے اگر وہ ایسا کریں تو یہ ہمارا عظیم ترین مقصد ہے تاہم آج دنیا کی حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ مسلم اقوام کا وہ وقار اقوام عالم میں نہیں رہا اور اچھے اصول گو بذاتِ خود اچھے ہیں نہ تو یہ اقوام کما حقہ موجودہ حالات میں ان کو اپنا سکتی ہیں اور نہ اس طرح اپنا سکتی ہیں کہ موجودہ دنیا پر اثر انداز ہوسکیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اقوام یورپ کی تقلید میں اتنی غرق ہیں کہ اسلامی اصولوں پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتی ہیں اور جیسا کہ مثالیں موجود ہیں اسلامی اصولوں میں مغربی قسم کی ترامیم کرنا ہی اپنے مہذب ہونے کا ثبوت سمجھتی ہیں ٭

اسلام - اور - نیشنلزم

جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء میں محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کی تقریر

(۱)

جماعت احمدیہ پاکستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کے موقعہ پر ۲۸ دسمبر کو صبح کے اجلاس میں محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) صدر شعبۂ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے "اسلام اور نیشنلزم" کے موضوع پر ایک فاضلانہ تقریر فرمائی تھی ۶ جنوری ۱۹۶۱ء کے الفضل میں اس کا خلاصہ شائع کیا گیا تھا۔ ذیل میں اس کا مکمل متن ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

میری تقریر کا عنوان "اسلام اور نیشنلزم" ہے۔ فی الوقت میں بعض ایسے ضروری مسائل پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، جو بالخصوص موجودہ زمانے میں اسلام کی بے مثل تعلیم اور اس کی درخشندہ تاریخ پر غور کرنے والوں یا اس سے کسی قسم کا موافق یا مخالف تعلق رکھنے والوں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ چونکہ یہ مسائل زیادہ تر نیشنلزم کے گرد ہی چکر لگاتے ہیں اس لئے میں نے اپنی تقریر کا عنوان "اسلام اور نیشنلزم" تجویز کیا ہے :

موجودہ زمانہ میں نیشنلزم کی اہمیت

عام طور پر یہ تو سب کو ہی معلوم ہے کہ نیشنلزم سے مراد اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے ملک سے ایک خاص قسم کی محبت ہے۔ اپنی قوم اور اپنے ملک سے وابستگی اور محبت کا یہ جذبہ بہت عام ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ آج دنیا کے اکثر لوگ اس کی اہمیت کے اس درجہ قائل ہیں کہ اسے وہ انسانی ترقی کی علامت اور اس کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف اس سے بیزاری کا اظہار کرنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ چنانچہ ساتھ کے ساتھ یہ احساس بھی بڑھ رہا ہے کہ عالمی امن کے پیش نظر ہمیں نیشنلزم یعنی قومی جذبات کو چھوڑ کر بین الاقوامی جذبات اور تصورات کو ترقی دینی چاہیئے، تاکہ ایک ایسی عالمی تنظیم کی راہ ہموار ہو سکے۔ جو بیک وقت پوری دنیا پر حاوی ہو ایسے لوگوں کے نزدیک ایک ایسی عالمی تنظیم ہی جو قومی اور ملکی جذبات سے بالاتر ہو بیک وقت ساری دنیا کو امن کے گہوارے میں تبدیل کر سکتی ہے۔

انٹرنیشنلزم کے اس بڑھتے ہوئے جذبے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ نیشنلزم کا جذبہ تا حال چنداں کمزور نہیں پڑا۔ وہ ابھی تک ایسا ہی جاندار ہے، جیسا کہ موجودہ دور کے اوائل میں تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ انسانوں کو طبعاً اپنے اپنے وطن اور اپنے اپنے ملک سے محبت ہی نہیں ہوتی، بلکہ یہ محبت اپنی نوعیت کے لحاظ سے اتنی شدید ہوتی ہے کہ اس میں ایک حد تک تعصب کا رنگ پایا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اپنی حدود کے اندر نیشنلزم بھی ایک نیک غرض کو پورا کرنے میں مدد دیتا ہے، اور وہ غرض یہ ہے کہ چونکہ ہر ملک، اور ہر علاقے میں کئی چھوٹے چھوٹے گروہ اور فریق ہوتے ہیں نیشنلزم کا جذبہ انہیں باہم متحد کر کے انہیں ایک قوم اور ایک ملک کی شکل دینے میں بہت ممد ثابت ہوتا ہے۔ کسی علاقے اور ملک کے چھوٹے چھوٹے گروہوں اور فریقوں کو باہم متحد کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے درمیان ملکی اتحاد اور ملکی یکجہتی کا جذبہ پیدا کر دیا جائے۔ سو اس میں شبہ نہیں کہ نیشنلزم کا جذبہ اپنی ذات میں بڑی حد تک انسانوں کو باہم ملانے اور انہیں متحد و منظم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ البتہ جب یہی جذبہ حد سے گزر جاتا ہے، تو پھر قوموں اور ملکوں کے درمیان حسد اور نفرت کے جذبات ابھار کر انہیں نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے کے قریب نہیں آنے دیتا بلکہ ان میں افتراق اور عداوت کا ایسا بیج بوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ سو گویا اپنی جائز حدود میں جہاں یہ ایک طرف لوگوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ وہاں دوسری طرف جائز حدود سے تجاوز اختیار کرنے کی صورت میں خود انسانوں کو انسانوں سے جدا کرنے کا موجب بھی ہو جاتا ہے۔

نیشنلزم سے متعلق اکثر مسائل کے خاص طور پر ہمارے زمانے میں پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نیشنلزم خود ہمارے زمانے کی پیداوار ہے۔ تاریخ کے ابتدائی دور میں انسانی گروہوں کو ایک دوسرے سے بہت کم واقفیت تھی۔ دنیا کی آبادی کم تھی جگہ جگہ قبائل نے بستیاں بنا رکھی تھیں ہر قبیلہ کسی سردار کے ماتحت ہوتا۔ قبیلے کی نسل ایک ہوتی، زبان بھی ایک، مذہبی عقیدہ اور رسم و رواج بھی ایک۔ اگر وہ قبیلہ بڑھ جاتا اور اس کے کسی حصہ کو باقی قبیلے سے کسی قسم کا اختلاف ہوتا تو وہ اس قبیلے سے علیحدہ ہو کر خدا کی فراخ زمین میں کسی اور جگہ ڈیرہ لگا لیتا۔ آپس میں مقابلوں کی صورت بھی رونما ہوتی۔ لیکن قومی اتحاد کا خیال، قومی جذبہ اور قومی تعصب ایک حد سے آگے نہ بڑھتے۔ اس کے بعد بڑے بڑے بادشاہوں کا زمانہ آیا۔ دنیا بڑی بڑی سلطنتوں میں بٹ گئی۔ لیکن ان سلطنتوں کے قیام کی وجہ سے بھی جذبۂ قومیت کے ابھرنے اور پنپنے کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ سلطنتیں ذاتی ملکیت کی حیثیت رکھتی تھیں، بادشاہ اور ان کی اولادیں آپس میں لڑتی جھگڑتی تھیں اور عوام بالعموم ان باتوں سے بے تعلق ہی رہتے تھے۔ ایسے معاشرے اور ماحول میں قومی احساسات زیادہ ترقی نہ کر سکے۔ پھر ایسا زمانہ آیا کہ عوام میں بھی بیداری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ اور بادشاہوں کو بھی اپنا فائدہ اسی میں نظر آیا کہ وہ عوام کی اس بیداری میں حصہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے خود اسے ہوا دی۔ اور دنیا قبائل میں نہیں بلکہ ملکوں اور قوموں میں تقسیم ہو گئی نیز آبادی کے بڑھ جانے اور سفر اور نقل مکانی کی سہولتوں یا مجبوریوں میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے ان ملکوں اور قوموں کی سرحدیں آپس میں ملنے اور ٹکرانے لگیں۔ اس کے نتیجہ میں جہاں ملکوں کا اندرونی اتحاد پہلے کی نسبت زیادہ پائیدار اور مستحکم ہوتا چلا گیا۔ وہاں مختلف ملکوں کے درمیان بے اعتمادی، بدظنی، مخالفت اور حسد کے جذبات ترقی کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ ہے جسے میں موجودہ زمانہ کہتا ہوں۔

نیشنلزم کے بعض پیچیدہ مسائل

اس زمانے میں آکر "نیشن" یعنی قوم اور "نیشنلزم" یعنی قومیت کے الفاظ کو جس مفہوم کا حامل سمجھا جانے لگا، وہ بوجوہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلے کی نسبت زیادہ شدید اور زیادہ پیچیدہ تھا۔ خود ہمارے اپنے زمانے میں نیشنلزم کے مسائل نے جو شدت اور پیچیدگی اختیار کی۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ اب لفظ "نیشن" فی ذاتہٖ بہت شدید اور پیچیدہ نوعیت کے مفہوم پر محمول ہوتا ہے۔ پیچیدہ اس لئے کہ شاید ہی کوئی قومی اور ملکی جتھہ ایسا ہو گا۔ جس میں ایک سے زیادہ بلکہ بہت زیادہ قبائل یا نسلیں یا زبانیں یا عقیدے یا رسم و رواج موجود نہ ہوں۔ اور شدید اس لئے کہ دوسرے جتھوں کے مقابلے میں ہر ایسے جتھے اور ہر ایسے گروہ کو جس میں کئی چھوٹے چھوٹے گروہ اور کئی چھوٹے چھوٹے جتھے شامل ہوں اپنے مستقل اتحاد اور مستقل تنظیم کو برقرار رکھنے کی خاطر کئی قسم کے حیلے اور کئی قسم کی کوششیں کام میں لانی پڑتی ہیں۔ مثال کے طور پر ملک کے اندر اتحاد قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے بڑی حد تک جبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس حکومتی یا قومی جبر کے نتیجہ میں ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ بالعموم لوگ ان خطوط پر سوچتے ہیں کہ ہم نے مانا امن کے لئے نظام کی ضرورت ہے۔ اور نظام کسی نہ کسی حد تک جبر کا تقاضہ کرتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم صرف امن ہی تو نہیں چاہتے، ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری ترقی کے راستے کھلے رہیں ہمارے خیالات میں تازگی قائم رہے۔ ہم میں ایجاد کا مادہ نہ صرف باقی رہے۔ بلکہ ترقی کرے۔ بے شک امن ضروری ہے لیکن امن کے ساتھ ساتھ آزادی بھی ضروری ہے۔ امن افراد اور چھوٹے گروہوں کو کسی نظام کے تابع کر دینے سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن افراد اور چھوٹے گروہ آزادی سے ہاتھ دھو کر امن نہیں چاہتے، وہ امن بھی چاہتے ہیں اور آزادی بھی۔

اسلام کی بے مثل تعلیم اور درخشندہ تاریخ

یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کا ظہور جس زمانے میں ہوا۔ وہ ہرچند کہ دورِ جدید کے آغاز پر محمول ہوتا ہے۔ تاہم وہ کوئی ترقی یافتہ زمانہ نہ تھا۔ ابھی تک دنیا بادشاہتوں میں منقسم تھی۔ ملکوں اور قوموں کا تنوع ایسا نہ تھا جیسا کہ اب ہمارے زمانہ میں ہے۔ عوام میں بیداری نہ تھی۔ اس لئے قومی اور ملکی احساسات بھی ایسے تیز نہ تھے۔ خود عرب کا ملک اندرونی فساد اور روز و شب کے خلفشار میں گرفتار تھا۔ وہ باقی دنیا سے الگ تھلگ ہونے کے باعث تہذیب و تمدن اور سیاسی شعور کے لحاظ سے نہایت ہی ابتدائی قسم کے حالات میں سے گزر رہا تھا۔

ہر قبیلے کی حالت یہ تھی کہ اپنے مخصوص حالات میں مگن لیکن دوسرے قبائل سے برسرپیکار اس لئے وہاں ملکی اتحاد اور قومی تنظیم کا سوال ہی نہ تھا۔ ایسے زمانے میں اگر اسلام نے ایسی تعلیم دی اور اسلام کے لانے اور سکھانے والے نے (ہزار ہزار سلام اور درود اس پر اور اس کے پیاروں پر) ایسا عملی نمونہ دکھایا اور رفتارِ زمانہ نے ویسے ایسے حالات سے آپ کو اور آپ کی جماعت کو دوچار کیا کہ اگر ہم سنجیدگی سے غور کریں تو اسلام کی تعلیم اور اس کی تاریخ میں ہمیں آج ہر اس مسئلے کا حل مل جاتا ہے جسے حل کرنے کی تگ و دو میں موجودہ زمانے کی عقلیں سرگرداں اور حیران و پریشان ہیں۔

اسلام کے پہلے تیرہ سال تو بےکسی اور بےبسی کی حالت میں گزرے۔ اس کے بعد دشمن خود مغلوب ہو گیا اور حالات نے پلٹا کھا کر صورتِ حال کو یکسر بدل دیا۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ دشمن اگر فزیکل جبر یعنی مادی طاقت اور تشدّد اور جمعیت سے اسلام کے پیغام کو کچلنے کی کوشش نہ کرتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی آزادی ہوتی کہ آپ اپنی تعلیم بلا روک ٹوک لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہتے اور لوگوں کو بھی اتنی آزادی ہوتی کہ وہ حسبِ پسند اس تعلیم کو قبول بھی کر لیتے تو یقیناً اسلام اپنے مولد و مسکن یعنی مکہ سے ترقی کر کے دوسرے شہروں میں پھیل جاتا اور مسلمانوں کی جمعیّت آہستہ آہستہ کئی اور شہروں تک وسیع ہو جاتی۔ وہ ہر شہر میں امن سے رہتے کیونکہ انہیں حکم تھا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر (یعنی جس کے ہاتھ میں نظم و نسق کا اور لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کا اختیار ہو) کی بھی اطاعت کرو۔ اس لئے اسلام پھیلتا اور سرعت سے پھیلتا اور لوگ اس کی لائی ہوئی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہوتے ماسوا اس کے اور کیا ہوتا؟ اور اسلام کی تاریخ کس حال میں اور کس صورت سے آگے بڑھتی؟ اس بارے میں مزید قیاس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم اتنی بات ظاہر ہے کہ سب کچھ ہوتا لیکن ایک بات نہ ہوتی اور وہ یہ کہ ہمیں اسلام کی اس تعلیم اور تاثیر کا کچھ بھی پتہ نہ چلتا جو اس نے سیاسی مسائل اور پیچیدگیوں اور ان کے حل کے سلسلہ میں دنیا کے سامنے پیش کی۔ ایسی صورت میں ہمارے سامنے سیاسی اخلاق و حکمت کی وہ عملی تصویر نہ آتی جو بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف گروہوں کے جبر و اکراہ اور ان کی مخالفانہ سکیموں سے دوچار ہو کر دنیا کے سامنے پیش کی۔ دنیا نے خود وہ حالات پیدا کئے جن کے نتیجہ میں آج ہمارے سامنے سیاست سے متعلق اسلام کی پُرحکمت تعلیم اور اسلام کی سیاسی قدروں کا پورا نقشہ موجود ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام نے کس طرح مختلف الخیال لوگوں اور گروہوں کو امن سے رہنے کا طریق بتایا، کس طرح ان کو ایک نظام میں پرو یا بھی اور کس طرح ان سب کی حریتِ ضمیر کو زندہ بھی رکھا۔

پس قدرت نے بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی قوم کے ہاتھوں ہر قسم کے بھیانک سے بھیانک فزیکل دباؤ سے دوچار ہونے دیا۔ اس پر ایک عرصہ تک تو آپ نے صبر سے کام لیا۔ لیکن اس کے بعد مظلومیت کے پورے پورے اظہار کے ذریعے اتمامِ حجّت ہو جانے پر خدائی منشاء کے ماتحت آپ نے براہِ راست مقابلے کا عزم فرمایا چنانچہ آپ نے براہِ راست مقابلے کے ذریعہ انجام کار دشمن کو مغلوب کیا۔ آپ کے اس نمونے اور آپ کی قیادت اور تربیت کا طبعی اور اخلاقی نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اور آپ کے متبعین عرب میں ایک غالب قوم بن گئے۔ غالب قوم ہوتے ہوئے آپ نے پہلے مدینہ میں اور پھر سارے عرب میں امن قائم کیا اور ملک کے اندر بسنے والے بےشمار گروہوں کے درمیان عدل اور مساوات قائم کر دکھائی۔

میثاقِ مدینہ کے تحت قائم ہونیوالی تنظیم

یہ اس طرح ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو آپ کو وہاں ایک مذہبی اکثریت کے سربراہ اور سردار کی حیثیت حاصل تھی۔ مدینے میں اس وقت کوئی حکومت نہ تھی۔ خانہ جنگی سے طبائع تنگ آ چکی تھیں۔ آپ کے عدل و انصاف، سچائی، بےپایاں محبت اور تدبّر کو دیکھ کر شہر کے دوسرے گروہوں نے فیصلہ کیا یا اس کے سوا چارہ نہ دیکھا کہ وہ آپ کی اس دعوت کو قبول کریں کہ مذہبی اختلافات کچھ ہی ہوں ان سب گروہوں کو جو اس شہر میں رہتے ہیں آپس میں مل کر رہنا چاہیئے اور باہم مل کر رہنے کے لئے کچھ شرائط ہیں جنہیں سب کو مساوی طور پر قبول کرنا چاہیئے۔ ان میں بڑی شرط یہ تھی کہ سب گروہ ایک دوسرے کی مذہبی آزادی کا اقرار کریں۔ ایک شرط یہ تھی کہ اگر شہر کے اندر کوئی شخص فساد کرے تو اُس کا گروہ اُس سے رو گردان رہے گا۔ اور اگر شہر پر کوئی بیرونی دشمن حملہ کرے تو سب گروہ مل کر اس کا دفاع کریں اور اپنے اپنے حصے کا خرچ برداشت کریں ہاں اگر حملہ شہر پر نہ ہو بلکہ ان میں سے کسی خاص گروہ پر ہو تو پھر وہ گروہ خود مقابلہ کرے لیکن باقی گروہ اس دشمن کا ساتھ نہ دیں۔ ایک اور شرط یہ تھی کہ جب سارے شہر پر حملہ ہو اور شہر کے باہر کسی جمعیّت سے مقابلہ ہو تو اعلانِ جنگ یا اعلانِ صلح کا اختیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہو۔ یہ بات بھی قرینِ مصلحت اور قرینِ انصاف تھی۔ کیونکہ آپ اس شہر کی اکثریت کے پیشوا تو تھے ہی باقی شہر کی قیادت اور امارت کے بھی ہر جہت سے آپ اہل تھے اور آپ کی اہلیت کو شہر کے سب گروہوں نے آزادانہ طور پر تسلیم کیا تھا۔ مزید ایک شرط یہ تھی کہ ان متعدد شقوں اور تفصیلات کے باوجود جو اس معاہدے کا جزو تھیں۔ اگر کوئی ایسا تنازعہ پیدا ہو جائے جس کا حل اس معاہدے میں نہ ملے تو پھر اس کے حل کے لئے سب گروہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں۔ گویا تنازعہ کی صورت میں ثالثی کا حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ اختیار اپنے پاس نہیں رہنے دیا بلکہ آگے اُس تعلیم اور اس ضابطہ کے سپرد کر دیا جو یوماً فیوماً خدا کی وحی کے ذریعے اس شہر کے رہنے والوں پر الم نشرح کیا جا رہا تھا۔ اس طرح اس شہر کو ایک مکمل دستور مل گیا۔ اس دستور کی سترّ کے قریب شقیں تو ایسی تھیں جن پر سب گروہوں نے آزادانہ طور پر اتفاق کیا اور جو رخنے رہ گئے تھے یا بعد ازاں علم میں آتے اُن کے متعلق باہم یہ عہد ہوا کہ ان کو خدا اور اس کے رسول کے سپرد کیا جائے۔ یعنی خدا کی وحی کی روشنی میں اور وحی کے اس فہم کی روشنی میں انہیں حل کیا جائے جو خدا کے رسولؐ کو حاصل ہو۔ اور یہ کوئی ظلم کی بات نہ تھی۔ کیونکہ اس شہر کی اکثریت یعنی مسلمان اپنے معاملات اسی وحی اور اسی فہم کی روشنی میں حل کرتے تھے۔

یہ وہ اسلامی حکومت یا اسلامی سٹیٹ تھی جو میثاقِ مدینہ کے نتیجے میں قائم ہوئی۔ ظاہر ہے یہ حکومت اِن معنوں میں اسلامی نہ تھی کہ حکومت کا بحیثیت کوئی مذہب تھا۔ کیونکہ حکومتی تنظیم کی طرف کوئی مذہب منسوب نہیں کیا گیا۔ بہرحال اس تنظیم میں مختلف مذہبی گروہ یعنی مسلمان، یہودی اور دوسرے برابر کے شریک تھے۔ یہ حکومت ان معنوں میں بھی اسلامی نہ تھی کہ اس میں جو لوگ شامل تھے وہ سب کے سب مسلمان تھے کیونکہ اس میں غیر مذاہب کے لوگ بھی تھے اور تبدیلیٔ مذہب کی آزادی بھی قائم تھی۔ یہ حکومت اِن معنوں میں اسلامی تھی کہ اِس سے ہمارے سامنے وہ تصوّر اور اس تصوّر کی وہ عملی تصویر آ جاتی ہے جو مختلف گروہوں کو ایک حکومتی نظام میں سمونے اور ایک ہی رشتۂ اتحاد میں پرونے کے لئے اسلام نے دنیا میں جاری کی۔ اس حکومت میں ہمیں اسلام کی سیاسی قدروں کا نقشہ مل جاتا ہے سو وہ نقشہ اور وہ دستور یہ ہے کہ مختلف گروہ جب ایک نظام کے ماتحت مل کر رہنے کا فیصلہ کریں تو وہ یہ عہد کریں کہ وہ ایک دوسرے کو مذہب کے لحاظ سے برابر کے آزاد سمجھیں گے۔ وہ ایک دوسرے کے مذہبی عقیدوں اور اُن کے مذہبی آداب و رسوم میں مخل نہ ہوں گے۔ جس بستی میں رہنے کا فیصلہ کریں اس کے دفاع کے سلسلہ میں برابر کے ذمہ وار ہوں گے اور اپنے تنازعات کو اسی عہد کی روشنی میں حل کریں گے اور وہ عہد یہ تھا کہ تنازعات کے متعلق ثالثی کا طریق اختیار کیا جائے گا اور ثالثی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی شخصی حیثیت سے نہیں بلکہ رسول کی حیثیت سے یعنی ایک دستور کے ماتحت کریں گے اور اس عہد کے بعد وہ الگ الگ گروہ نہ رہیں گے بلکہ ایک گروہ بن جائیں گے۔ میثاقِ مدینہ میں درج ہے کہ اس معاہدے کے بعد اور اس کے رو سے مدینے کے مسلمان اور مدینے کے یہودی اور تمام وہ جو اس عہد میں شامل ہیں یا بعد میں شامل ہونا چاہیں وہ سب ایک اُمّت کہلائیں گے اور تمام معروف امور میں ایک دوسرے کے برابر ہوں گے۔ اس معاہدے سے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک حصہ وہ جو اس معاہدہ میں شامل تھا اور ایک وہ جو اس میں شامل نہ تھا۔ لیکن اس کے

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ – ۲۸ فروری ۱۹۶۱ء

شامل ہونے کے لئے راستہ کھول دیا گیا تھا اور وہ راستہ یہ تھا کہ وہ بھی اس معاہدے کی اساس کو قبول کر لیں اور وہ اساس یہی تھی کہ تمام گروہ جو مل کر رہنا چاہتے ہیں ایک دوسرے کو مذہبی آزادی کی ضمانت دیں۔

اسلام کا پیش کردہ پاکیزہ نیشنلزم

مدینہ کے قریب صرف اڑھائی سو میل کے فاصلے پر ایک شہر تھا، مکہ جس کے باشندوں نے مذہبی آزادی کے اصول کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور مذہبی اختلاف کو جبر و تشدد کے ذریعہ کچلنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن مکہ کے بالمقابل مدینہ کا شہر اسلام کے فراخدلانہ، حکیمانہ اور مساویانہ اصول حکومت کو تسلیم کر کے اسلامی بن چکا تھا (نہ اس وجہ سے کہ اُس کے سب کے سب شہری مسلمان تھے، یا یہ کہ اس کی اکثریت مسلمان تھی یا یہ کہ اس کی حکومت کا مذہب اسلام تھا) مکہ اور مدینہ کے شہروں میں اس کے سوا کوئی اور بڑا فرق نہ تھا کہ موخر الذکر شہر میں مذہب کو آزاد قرار دیا گیا تھا۔ برخلاف اسکے اول الذکر شہر میں جو ہنوز غیر اسلامی تھا مذہب کو آزاد نہیں بلکہ اکثریت یا حاکم طبقہ کی مرضی کے ماتحت تسلیم کیا اور کر دیا جاتا تھا۔ دونوں شہروں میں مسلمان بستے تھے۔ مدینے میں ان کی اکثریت تھی۔ لیکن مکہ میں وہ ایک اقلیت اور غیر محفوظ اقلیت کی شکل میں تھے۔ اسلام نے یہ اصول سکھایا کہ ایک بستی میں رہنے والے ہم عقیدہ لوگ خواہ وہ اکثریت میں ہوں اور خواہ ان کی تعداد اور طاقت بڑھتی جارہی ہو کسی دوسری بستی میں ایک اور تنظیم کے ماتحت رہنے والی ہم عقیدہ آبادی سے خواہ وہ کمزور اور مظلوم ہو جذباتی یگانگت کا اظہار تو کر سکتے ہیں ان سے سیاسی تعلق نہیں رکھ سکتے وہ انہیں اس کی تمنا کرنی چاہیئے۔ آج بھی دنیا میں کئی ملک ہیں اور ہر ملک میں کئی قومیں آباد ہیں، جو مذاہب آج پائے جاتے ہیں وہ بھی ایک ایک ملک میں محصور نہیں بلکہ مختلف ملکوں میں منقسم ہیں۔ اس طرح ایک ہی عقیدہ رکھنے والے لوگ مختلف حکومتی تنظیموں کے ماتحت بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے کیا ضابطہ اخلاق ہے جو اسلام پیش کرتا ہے تا کہ ان ملکوں کا امن خراب نہ ہو اور ان کے اندرونی معاملات میں بیرونی طاقتیں دخل اندازی نہ کر سکیں؟ اسلام کا ضابطۂ اخلاق ایسے حالات میں قرآن مجید کے اندر یوں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ سے جہاد کیا ہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو اپنے گھروں میں) جگہ دی ہے اور (اُن کی) مدد کی ہے۔ ان میں سے بعض بعض کے ولی دوست ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی اُن سے ولی دوستی کرنا تمہارا کام نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے بارہ میں مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد کرنا فرض ہے مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ جن کے اور تمہارے درمیان کوئی عہد ہو اور اللہ (تعالےٰ) تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

(سورہ انفال آیت ۷۳)

اس کے بعد حالات نے کیا صورت اختیار کی؟ دشمن کی متواتر جنگی کارروائیوں کے خلاف دفاع کرتے کرتے جب مسلمان حیران ہونے لگے کہ حملہ اور دفاع، پھر حملہ اور دفاع، کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور عرب میں مسلسل خانہ جنگی کیا رنگ لائیگی؟ تو اہل مکہ نے خود ہی ایسے حالات پیدا کر دئے جن کے نتیجے میں مسلمانوں کا مکہ میں داخل ہونا دراصل نہیں اخلاقاً ضروری ہو گیا اور وہ اس طرح کہ اہل مکہ کے ایک حلیف قبیلہ نے مسلمانوں کے ایک حلیف قبیلہ پر حملہ کر دیا اس مظلوم قبیلہ کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاہدات کا منشاء یاد کرایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اب آپ مکہ میں داخل ہونگے۔ چنانچہ مکہ فتح ہوا، اسلام کے غلبہ کے متعلق اللہ تعالےٰ کے وعدے ایک ایک کر کے پورے ہوئے۔ دشمنانِ اسلام کے پاس دلیل تو پہلے ہی کوئی نہ تھی اب فتح مکہ کے نتیجہ میں سیاسی غلبہ ان کے ہاتھ سے نکلکر مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا بعض قبائل نے ان نشانوں سے اور قدرت کے اس فیصلے سے قائل ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔ وہ مسلمان تو نہ ہوئے لیکن انہوں نے آزادئ دین کے اصول کو تسلیم کر لیا۔ اور عرب کے اُس حکومتی نظام کو مان لیا جس کی داغ بیل میثاقِ مدینہ میں ڈالی گئی تھی۔ بعض قبائل ایسے تھے جو پھر بھی تائب نہ ہوئے اور حال ان کا یہ تھا کہ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی وہ اسلام کے خلاف سیاسی اور جنگی سازشیں کرنے میں معروف تھے، اور غیر ملکی طاقتوں کو بلا کر ان کی مدد سے مسلمانوں کو کچلوانا چاہتے تھے، وہ کسی بھی شریفانہ اصول کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے یعنی نہ مذہبی آزادی کو مانتے تھے اور نہ معاہدات کو۔ اگر مسلمان دل میں یہ خیال کرتے ہوئے اُن پر اعتماد کرتے کہ اگرچہ منہ سے انہوں نے کوئی عہد یا اقرار نہیں کیا تاہم اتنا کچھ ہونے کے بعد وہ فساد نہیں کریں گے اور اس عادلانہ نظام کو قبول کرینگے جو ملک کے مختلف طبقات کی رضامندی سے اور قدرت کی تائید سے قائم ہو چکا تھا اور جس میں تمام طبقات کے حقوق محفوظ کر دئے گئے تھے، تب بھی وہ مسلمانوں کے اس اعتماد کے خلاف عمل کرتے۔ ایسے حالات میں فتح مکہ کے بعد جو حج کے ایام آئے ان میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ وہ قبائل اور وہ گروہ جنہوں نے ابھی تک اس حکومتی نظام کو تسلیم نہیں کیا جو امن اور آزادی کے دشمنوں کی مخالفت ہی نہیں بلکہ ان نیت سوز حرکات کے باوجود بہر طور جائز تدبیروں سے قائم ہو چکا ہے اور جس سے ایک پورا ملک خانہ جنگی، نیز قبائلی انتشار اور بدنظمی سے نجات پا کر ایک مہذب، پُر امن دستوری حکومت سے بہرہ ور ہو چکا ہے، اب مزید نرمی کے مستحق نہ رہیں گے۔ اُن کو آخری موقع دیا جاتا ہے اور اس کیلئے چار ماہ کی مہلت مقرر کی جاتی ہے۔ چار ماہ کی مدت سارے عرب میں پھر کر حالات دیکھنے اور اُن پر غور کرنے کے لئے کافی تھی وہ ملک میں پھر کر دیکھ سکتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں دلائل کی رو سے بھی اور طاقت کی رو سے بھی یعنی ہر طرح اور ہر لحاظ سے مغلوب کر دیا ہے یا نہیں اگر یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی وہ اس نظام کی اطاعت قبول نہ کرتے (صرف نظام کی اطاعت شرط تھی مسلمان ہونا ضروری نہ تھا) تو چاہیئے تو یہ تھا کہ پھر اُن سے وہی سلوک کیا جاتا جو حکومتوں کے دشمنوں اور باغیوں سے کیا جاتا ہے کیونکہ ملکوں کا امن اور شہریوں کے حقوق بہر حال اس درجہ مقدم ہیں کہ ان کے مقابلے میں فسادیوں کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسلام نے کیا کیا؟ صرف یہ کہ اُن مشرکین کو جنہوں نے فساد کا ارادہ ترک نہ کیا تھا کعبہ کی حدود سے باہر نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔ جن مشرکوں کے ساتھ پہلے سے کوئی معاہدات موجود تھے اُن کو معاہدات کی مدت تک اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور جن مشرکین نے فتح مکہ کے بعد نئے معاہدات کر لئے وہ بھی اس سے مستثنیٰ قرار دے دیئے گئے۔ (سورۃ توبہ آیت ۳-۴)

اگر ہماری حد نگاہ صرف نیشنلزم تک ہی محدود رہ جاوے اور ہم نیشنلسٹ تنظیم کے تحت اتحاد اور عدل و مساوات اور اس تنظیم کے اندر سب چھوٹے بڑے گروہوں اور افراد کی حریت اور ان سب کی ذہنی اخلاقی اور روحانی ترقی کے سامانوں اور اس ترقی کے لئے پاکیزہ اور صحت مند ماحول کا مثالی نمونہ ڈھونڈ رہے ہوں تو میثاق مدینہ کے نتیجے میں جو تنظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قیادت اور سرداری میں قائم ہوئی۔ اُس سے بڑھ کر کوئی نمونہ دنیا نے آج تک نہیں دیکھا۔ دُنیا یعنی ماڈرن سے ماڈرن دُنیا ایک نیشنلسٹ تنظیم کے بارہ میں کیا توقعات رکھ سکتی ہے؟ یہی کہ یہ ایک ایسی تنظیم ہو جس میں ایک بڑا گروہ اپنے اندر کئی چھوٹے گروہوں کو سنبھالے ہوئے ہو، ہر چھوٹا گروہ انسانی حقوق کے لحاظ سے حسب پسند خیالات اور عقائد کو اپنانے، انہیں پھیلانے اور ان پر عمل کرنے کی آزادی کے لحاظ سے ہر دوسرے چھوٹے بڑے گروہ کے برابر ہو۔ باقی دُنیا کے ساتھ تعلقات کے لحاظ سے اور بوقتِ ضرورت مجموعی دفاع کے اعتبار سے سب گروہ برابر کے ذمہ دار ہوں، ان کی ذمہ واریاں اور ان کے حقوق باہمی قول و قرار کے ذریعے معین کر دئے گئے ہوں۔ نیز ان سب گروہوں کی اخلاقی و روحانی ترقی کا سامان اُن کی اپنی قدروں کے مطابق کر دیا گیا ہو۔ سورہ مائدہ میں آتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا اگر مسلمانوں سے چاہتا ہے کہ وہ وحیٔ قرآن کے مطابق اپنے معاملات کو طے کریں تو مسلمانوں کا خدا یہودیوں سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے معاملات تورات کے مطابق حل کریں، اور عیسائیوں سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے معاملات انجیل کے مطابق حل کریں، ہاں مشرکوں کے پاس کوئی ضابطہ اور قانون نہیں اسلئے وہ مشرکوں سے چاہتا ہے کہ وہ کم از کم فساد کی راہوں کو ترک کرنے کا اقرار کریں۔ اس قول و قرار کے بعد وہ سب گروہ مل کر **ایک امت** کا حکم رکھنے لگیں گے یہ وہ پاکیزہ نیشنلزم ہے۔ جو اسلام نے پیش کیا اور میثاقِ مدینہ کے ذریعہ جس کی عملی تصویر اس نے قائم کر کے دکھا دی۔

(باقی)

قبولیت دعا کا ذریعہ

ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق کہ الصدقۃ دافعۃ البلاء یعنی صدقہ دینے سے کئی مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں ہماری ایک مخلص بہن محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ میاں خدا بخش صاحب پاکپتن ضلع منٹگمری نے مبلغ ۶۰/- روپے برائے تعمیر مساجد ممالک بیرون ادا فرمائے ہیں فجزا ہا اللہ تعالےٰ فی الدین خیراً۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس مخلص بہن کو اور ان کے تمام خاندان کو ہمیشہ اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین (وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

مخلصین جماعت احمدیہ کراچی کا جذبہ سبقت

مکرم فیض عالم صاحب چنگوی سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ کراچی مطلع فرماتے ہیں کہ امسال متعدد دوستوں نے تحریک جدید کی مالی قربانی میں جذبہ سبقت کا اظہار کرتے ہوئے وعدہ کے ساتھ ہی ادائیگی کا اہتمام کیا ہے۔ احباب سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ جن دوستوں کی رقم یکصد روپیہ کے قریب یا اس سے زائد ہے ان کے اسماء شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں

نمبر	نام		رقم
(۱)	مکرم الحاج مسعود احمد صاحب خورشید مع خاندان ناظم آباد کراچی		۲۳۰۶/- روپے
(۲)	مکرم عبدالرحیم صاحب مدہوش - مارٹن روڈ -	"	۵۲۲/- "
(۳)	مکرم قاضی شفیق احمد صاحب - ڈرگ روڈ -	"	۲۲۰/- "
(۴)	مکرم سلطان جہانگیر صاحب ناظم آباد	"	۲۱۷/- "
(۵)	مکرم عبدالماجد صاحب - ڈرگ روڈ	"	۱۹۰/- "
(۶)	مکرم غلام احمد صاحب - ناظم آباد	"	۱۳۵/- "
(۷)	مکرم قریشی عبدالقیوم صاحب شرقی	"	۱۳۰/- "
(۸)	مکرم چوہدری محمود احمد صاحب - ناظم آباد	"	۱۱۱/- "
(۹)	مکرم شیخ رفیع الدین احمد صاحب سعید منزل	"	۹۹/۱۱ "
(۱۰)	مکرم سید ارتضیٰ علی صاحب مارٹن روڈ	"	۱۱۰/- "

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ ایک صدقہ جاریہ ہے آپ اس میں شامل ہو کر حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک فرمودہ مشاورت ۱۹۵۲ء کو پورا کر سکتے ہیں۔ آپ کی رقم سے اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف جاری ہوں گے اور پھر آپ کی رقم بذمہ صدر انجمن محفوظ بھی رہے گی جو حسب قواعد آپ کو واپس ملے گی۔

پس ہم خرما و ہم ثواب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک دیکر آپ مخلص بالذات وظیفہ کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ایسی صورت ممکن نہ ہو تو حسب استطاعت اس میں . . . . ماہانہ یا ششماہی رقم ادا فرما کر شامل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو حسب استطاعت انشراح صدر سے حصہ لینے کی توفیق دے۔ اپنے وعدہ سے نظارت تعلیم کو اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظر تعلیم۔ ربوہ)

پاکستان ایئر فورس میں کمیشن

کمشن ملنے پر تنخواہ ۴۲۵/- دفتر بھرتی پی۔ اے۔ ایف کراچی۔ کوئٹہ۔ لاہور۔ راولپنڈی۔ پشاور حیدر آباد۔ ایبٹ آباد میں انٹرویو۔ درخواست کے لئے آخری تاریخ ۱۰ ۳/۶۱

شرائط:۔ میٹرک سائنس و ریاضی فرسٹ یا سیکنڈ ڈویژن سینئر کیمبرج جنرل سائنس یا فزکس عمر ۸/۶۱ ۱۵ کو ۱۶ تا ۲۲ (رپورٹ ۱/۶۱ ۲۳) ناظر تعلیم

درخواست دعا

مکرم شیخ محمد رفیع الدین احمد صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی سرگودھا عرصہ دو ہفتہ سے بعارضہ درد گردہ وغیرہ صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں صحت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(فیروز الدین انسپکٹر تحریک جدید سرگودھا)

نقد ادائیگی چندہ وقف جدید سال چہارم

نمبر شمار	نام مع مکمل پتہ	ادائیگی
۱	مشتاق احمد صاحب منجانب جماعت ماموں کانجن	۴۲/-
۲	عبدالحکیم صاحب گنج لاہور	۴۲/-
۳	مولوی غلام محمد صاحب	۶/-
۴	چوہدری عنایت اللہ صاحب	۶/-
۵	چوہدری احسان احمد صاحب	۶/-
۶	چوہدری محمد شریف صاحب	۶/-
۷	غلام محمد صاحب	۶/-
۸	نذیر احمد صاحب	۶/-
۹	بشیر احمد صاحب	۶/-
۱۰	چوہدری علی اکبر صاحب	۶/-

یہ صاحبان اطلاع دیں کہ کس جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تاکہ رقمیں درج کر لی جائیں

نمبر شمار	نام مع مکمل پتہ	ادائیگی
۱۱	مستری غلام محمد صاحب کنری والے	۸/-
۱۲	چوہدری علی محمد صاحب چک ۱۱ دھرووڑ ضلع لائلپور معہ اہل و عیال	۶/۲۵
۱۳	چوہدری ول محمد صاحب مع اہل و عیال	۶/۲۵
۱۴	چوہدری دلاور خاں صاحب ضلع لائلپور	۶/-
۱۵	چوہدری محمد حسین صاحب	
	بمعہ اہلیہ صاحبہ "	۶/-
۱۶	ڈاکٹر خورشید احمد صاحب	۶/۲۵
۱۷	چوہدری عطاء اللہ صاحب ٹنڈوالہ یار	۲۱/-
۱۸	صوبیدار میجر عزیز بخش صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۱۲/-
۱۹	منشی برکت علی صاحب سرائے عالمگیر	۲۱/-
۲۰	شیخ عبدالرحمٰن تاندلیانوالہ	۷/-
۲۱	اہلیہ محترمہ "	۷/-
۲۲	امۃ الکریم بنت "	۷/-
۲۳	عبدالرشید خاں صاحب تاندلیانوالہ	۷/-
۲۴	نذیر احمد صاحب رحیم یار خان	۳۳/-
۲۵	چوہدری نذر احمد صاحب چک ۹۶ ضلع منٹگمری	۶/-
۲۶	محمد شریف صاحب "	۶/-
۲۷	فقیر محمد صاحب گلگت	۷/۵۰ پیسے
۲۸	اہلیہ صاحبہ "	۷/۵۰
۲۹	مرزا غلام محمد صاحب کا چلو ضلع تھرپارکر	۷۶/-
۳۰	حکیم محمد یعقوب صاحب ننگو منٹگمری	۲۲/۱۹
۳۱	احمد دین صاحب سمبڑیال	۶/۱۹
۳۲	والدین	۶/۱۹
۳۳	محمد اسلم صاحب صابر بھاگٹانوالہ سرگودھا	۶/۱۹

(ناظم مال وقف جدید)

وعدہ جات وقف جدید سال چہارم

مندرجہ ذیل احباب نے اضافہ کے ساتھ وعدے بھجوائے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالےٰ۔

(ناظم مال وقف جدید)

نمبر شمار	نام وعدہ کنندہ مع مکمل پتہ	حالیہ وعدہ
۱	محمد شریف صاحب آڑھتی۔ صادق آباد	۱۰۰ــ۰
۲	چوہدری غلام احمد صاحب نمبردار تحصیل صادق آباد	۵۰ــ۰
۳	محترمہ عنایت بیگم صاحبہ منجانب لجنہ گوجرانوالہ	۹۶ــ۲
۴	پرنسپل صاحبہ جامعہ نصرت ربوہ	۷۱ــ۸
۵	مسٹر علی انور صاحب انور آباد۔ لاڑکانہ	۷۰ــ۰
۶	مولوی محمد انور صاحب "	دس ایکڑ زمین
۷	مسٹر محمد نواز صاحب "	۷ــ۸ اور ۲ ایکڑ زمین
۸	بذریعہ فاطمہ بیگم صاحبہ لجنہ اماء اللہ انور آباد۔ لاڑکانہ	۱۰۶ــ۵۰
۹	بذریعہ ڈاکٹر عبدالغفور احمد چک ۳۷ ایم ایل ضلع میانوالی	۲۱۱ــ۰
۱۰	جماعت کوئٹہ	۱۴۴۷ــ۶۲
۱۱	جماعت پشاور	۶۸۵ــ۳۱
۱۲	جماعت سیالکوٹ	۶۰۱ــ۳۷
۱۳	جماعت گجرات	۴۰۶ــ۲۵
۱۴	جماعت لائلپور قسط اول	۱۲۳۵ــ۰

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

اعلانات نکاح

(۱) میرے عزیز بھائی شیخ خلیل احمد صاحب ولد مکرم شیخ منظور علی صاحب ربوہ کا نکاح عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ بنت محترمی خواجہ عنایت اللہ صاحب راولپنڈی کے ہمراہ بعوض چار ہزار روپیہ حق مہر پر محترم چوہدری احمد جان صاحب وکیل المال تحریک جدید نے مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء کو بمقام راولپنڈی پڑھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

(ڈاکٹر شیخ عبداللطیف عدن حال۔ ربوہ)

(۲) میری لڑکی بشریٰ بیگم کا نکاح محمد یوسف ولد میاں محمد حسین صاحب موضع لاہوریاں ڈاکخانہ دوست نگر ضلع گجرات کے ہمراہ بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مورخہ ۲۸/۱۲/۶۰ کو مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین

(عبدالحمید آصف کوہ نور ملز۔ لائلپور)

(۳) میرے بھائی عزیزم شریف احمد جاوید ابن حکیم روشن الدین صاحب چک ۲۹۶ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کا نکاح مسماۃ ثریا نزہت صاحبہ بنت مکرم میاں محمد یوسف صاحب آف کراچی کے ہمراہ بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مورخہ ۲۸/۱۲/۶۰ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

(ایم رفیق بھٹی۔ بی۔ ایس۔ سی فائنل گورنمنٹ کالج لائلپور)

(۴) مکرم ملک سمیع اللہ صاحب ولد مکرم ملک نصر اللہ خان صاحب ساکنہ لالہ موسیٰ کا نکاح عزیزہ اختر بنت ملک سراج الدین صاحب ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے ہمراہ بعوض مبلغ ۲۵۰۰ روپے حق مہر پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مورخہ ۲۹/۱۲/۶۰ کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ (ملک سراج الدین احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ)

ولادت

(۱) ہمارے بابا امام دین صاحب درویش کو اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے۔ نومولود منظور احمد صاحب پٹواری کا لڑکا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

(وسیمہ قدسیہ ملک بنت ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان)

(۲) محترم محمد عمر صاحب ڈسپنسر انچارج شادیوال ہاسپٹل کو اللہ تعالیٰ نے دو لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام ساجد تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے۔ آمین

(محمد صدیق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کھوکھر غربی ضلع گجرات)

(۳) اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱/۱/۶۱ کو برادرم مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کو لڑکی کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صالحہ اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

(ع۔ ۔ ۔ الک ۔ شاکر ۔ ۔)

درخواست دعا

برادرم چوہدری بشیر احمد صاحب چند یوم سے دل کے عارضہ سے اور آپ کی اہلیہ محترمہ مریم بیگم صاحبہ بخار اور دیگر عوارض سے شہر سیالکوٹ میں بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار ماسٹر محمد مولاداد محلہ دارالیمن شرقی۔ ربوہ)

اعانت الفضل :۔ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ بیمار تھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی ہے۔ اس خوشی میں محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو اور دین و دنیا میں ترقی دے۔ آمین

(مینجر الفضل)

فرانس مسلسل تین روز سے تونس کے علاقہ پر جارحانہ اقدامات کر رہا ہے

تونس کے وزیر دفاع کا بیان۔ تونس نے اپنا احتجاج فرانسیسی ناظم الامور کے حوالہ کر دیا

تونس ۲۵ جنوری۔ تونس کے وزیر دفاع باہی لاغام نے پیر کے روز فرانس پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ مسلسل تین روز سے تونس کے خلاف جارحانہ اقدامات کر رہا ہے۔

تونس کے وزیر خارجہ صادق مقدم نے اس سلسلہ میں اپنا احتجاج تونس میں مقیم فرانسیسی ناظم الامور کے حوالہ کر دیا ہے تونس کے وزیر دفاع نے کہا ہے کہ الجزائر میں مقیم فرانسیسی فوج اور فضائی دستوں نے ۲۱-۲۲ اور ۲۳ جنوری کو متذکرہ جارحانہ اقدامات کئے ہیں

بیان کیا گیا ہے کہ ۲۱ جنوری کو ایک بی ۲۶ بمبار طیارہ نے سوبیٹلہ کے قریب تونس کے علاقہ پر پرواز کی نیز ۲۲ جنوری کو فرانس کے توپ خانہ نے تونس کی متعدد سرحدی چوکیوں پر بمباری کی۔ دریں اثنا جس تونسی علاقہ پر بمباری کی گئی اس پر فرانسیسی طیارے بھی کثرت سے پرواز کرتے رہے

غلام محمد بیراج ایریا میں قبائل کی آباد کاری

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۲۵ جنوری۔ ڈویژنل کمشنر ڈیرہ اسمٰعیل خان عطاء اللہ جان خان غلام محمد بیراج ایریا میں ان مقامات کا معائنہ کریں گے۔ جہاں ڈیرہ ڈویژن کے قبائل آباد کئے جائیں گے۔ اس مقصد کے پیش نظر ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء سے جنوبی زون کے چار روزہ دورے پر جائیں گے

عطاء اللہ جان خان حیدر آباد گھارو اور کراچی کا دورہ کریں گے۔ جہاں آپ ڈائریکٹر کارڈی نیشن غلام محمد بیراج سے اس ضمن میں بات چیت کریں گے۔ آپ ۳۰ جنوری کو واپس ڈیرہ آئیں گے۔

ہیمر شولڈ کی بات چیت مفید ثابت ہوئی

نیویارک ۲۵ جنوری۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ڈاگ ہیمر شولڈ نے سلامتی کونسل کو اپنے دورہ افریقہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا ہے۔ . . . . . .

. . . . کہ نسلی امتیاز کے مسئلہ پر جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم مسٹر ڈوروڈ سے میری گفتگو مفید ثابت ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ میں مناسب وقت پر اس سلسلہ میں مسٹر وروڈ سے اپنی بات چیت پھر شروع کروں گا تاکہ کونسل نے اپنی اپریل کی قرارداد میں جو مسئلہ اٹھایا تھا۔ اس کا کوئی حل تلاش کیا جا سکے۔

آج کیپ ٹاؤن میں جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم مسٹر ورورڈ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا۔ حکومت نے مسٹر ہیمر شولڈ سے یہ درخواست کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ وہ پھر جنوبی افریقہ آئیں۔ ہیمر شولڈ سے ہماری بات چیت مفید ثابت ہوئی۔ اور ہم اسے جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

سورج سے لاکھ گنا زیادہ روشن ستارہ

ایشیا گو (شمالی اٹلی) ۲۵ جنوری۔ ہیئت نجوم کی مقامی رصدگاہ میں ماہرین نجوم نے ایک نئے ستارے کا پتہ لگایا ہے جو سورج سے ایک لاکھ گنا زیادہ روشن ہے۔ اس ستارے کی ہیئت کے بارے میں پیر کی صبح یہاں تجزیہ کیا گیا۔ یہ ستارہ جسے "سپر نووا" کا نام دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے ۱۸ جنوری کو دیکھا گیا تھا۔

قدیم مصری معبدوں کی حفاظت کا منصوبہ

بیروت ۲۵ جنوری۔ اقوام متحدہ کے اقتصادی سائنسی اور ثقافتی ادارے یونیسکو کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ یونیسکو کے ماہرین نے مصر کے قدیم معبدوں کو اسوان ڈیم کی تعمیر کے بعد نیل کے پانیوں میں غرق ہونے سے بچانے کے لئے اٹلی کے ایک انجینئر کے ایک منصوبہ کو منظور کر لیا ہے۔ اس منصوبہ کے ڈیم کے قریب واقع اس پہاڑ کے ایک حصے کو مخصوص طریقے سے تراشا جائے گا جس پر یہ معبد بنے ہوئے ہیں اور ازاں بعد اسے ڈیم سے ساٹھ فٹ اوپر ایک جگہ پر منتقل کر دیا جائے گا۔

اس امر کا اعلان یونیسکو کے مشیر برائے تعمیراتی امور مسٹر این وائی ڈربیرجن نے بیروت میں ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ آپ نے بتایا کہ اس منصوبہ کی منظوری کا فیصلہ پیر کے روز قاہرہ میں یونیسکو کی ٹیکنیکل کمیٹی نے کیا ہے۔ یہ منصوبہ میلان (اٹلی) کے ایک انجینئر مسٹر گوسٹلا نے پیش کیا تھا۔ چند ہفتے قبل اس منصوبہ پر انجینئروں اور تعمیرات کے ماہرین نے غور شروع کیا تھا کہ آیا اتنے بڑے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا ممکن ہے یا نہیں

جرمن فرمیں فولاد کا کارخانہ قائم کرنے کے متعلق ۳۱ مارچ تک اپنی تجاویز پیش کریں گی

کراچی ۲۶ جنوری، وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے انکشاف کیا ہے کہ حکومت پاکستان نے دو جرمن فرموں سے کہا ہے کہ وہ کراچی کے قریب فولاد کا کارخانہ قائم کرنے کے متعلق اپنی تجاویز ۳۱ مارچ تک پیش کر دیں۔

وزیر خزانہ نے کل تیز گام پر راولپنڈی روانہ ہونے سے قبل کراچی چھاؤنی کے ریلوے سٹیشن پر اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں نے جرمنی میں اپنے قیام کے دوران ان دونوں جرمن فرموں کے ساتھ فولاد کا کارخانہ قائم کرنے کے متعلق بات چیت کی تھی۔

مسٹر محمد شعیب صدر ایوب کے ہمراہ مغربی جرمنی کے دورے پر گئے تھے۔ انہوں نے کہا جرمن فرموں میں سے ایک نے اپنے ٹیکنیشن فروری کے آغاز میں پاکستان بھیجنے کا وعدہ کیا ہے دوسری فرم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ وہ اپنے ماہر کب بھیجے گی۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ سٹیل مل کے قیام کے منصوبہ کے ارکان کے متعلق جو رپورٹ حکومت پاکستان کو پیش کی گئی تھی اس کی ایک ایک نقل ان فرموں کو پیش کر دی گئی ہے

وزیر خزانہ نے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ فولاد کے کارخانہ کی تعمیر کا کام اسی سال گرمیوں کے موسم میں شروع ہو جائے گا۔

جرمنی کی حکومت نے پاکستان کو ڈیڑھ کروڑ مارکس کا جو قرضہ دیا ہے اس کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا کہ یہ امداد چھوٹی اور درمیانہ درجہ کی صنعتوں کی ترقی کے لئے استعمال کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اس سلسلہ میں جرمنی کی حکومت سے بات چیت کی جا رہی ہے کہ امداد کو کون کون سے شعبوں میں بہتر طریقے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کراچی میں جیٹ طیاروں کے لئے نئے رن وے کا افتتاح

"مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے درمیان آمد و رفت کا اہم دروازہ"

کراچی، ۲۶ جنوری، وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے کل کراچی میں جیٹ طیاروں کے اترنے اور پرواز کرنے کے لئے نئے رن وے کا افتتاح کراچی کے ممتاز شہریوں، سفارتی نمائندوں اور اعلیٰ سول اور فوجی حکام کے اجتماع میں کیا یہ رن وے دو کروڑ اسی لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر کیا گیا ہے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا کہ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے درمیان آمد و رفت کے ایک اہم دروازہ کی حیثیت سے اس رن وے کی تعمیر کا کام کراچی کے ہوائی اڈے کی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے مضبوط اور وسیع رن وے کو ملک کی اقتصادی ترقی کا آئینہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ رن وے نہ صرف جیٹ طیاروں کی موجودہ ضروریات پوری کرے گا۔ بلکہ آئندہ کئی سالوں تک پاکستان کو فضائی آمد و رفت کے عالمی نظام میں اپنی بلند حیثیت برقرار رکھنے اور اسے اور بہتر بنانے میں بھی مفید ثابت ہوگا۔

پشاور میں نئے امریکی قونصل

پشاور ۲۶ جنوری۔ مسٹر لیو اے میک چیس نے پشاور میں امریکہ کے نئے قونصل کی حیثیت سے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے ہیں۔

۴۹ سالہ میک چیس دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں امریکی محکمہ خارجہ سے منسلک تھے اور ۱۹۴۵ء میں فارن سروس میں شامل ہوئے تھے وہ ہسپانیہ لاطینی امریکہ۔ مغربی جرمنی اور ہندوستان میں خدمات انجام دے چکے ہیں۔

بھوٹان کو چین کی پیش کش

نئی دہلی ۲۶ جنوری۔ یہاں کے سفارتی حلقوں نے کہا ہے کہ اشتراکی چین نے بھوٹان کی ہمالیائی ریاست کو پیش کش کی ہے کہ وہ دونوں ملکوں کے درمیان سرحدوں کی نشاندہی کے لئے اس سے براہ راست بات چیت کے لئے تیار ہے۔

میندریز کو سزائے موت دینے کا مطالبہ

یاسیادہ ۲۶ جنوری۔ ترکیہ کے اٹارنی جنرل نے کل سابق وزیر اعظم عدنان میندریز اور پارلیمنٹ کے تین سابق ڈیموکریٹک ممبروں کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا کیونکہ انہوں نے نقل و حرکت کی آزادی میں مداخلت کی تھی جس کی ترکیہ کے آئین نے ضمانت دی ہے۔ ترکیہ کے قانون کے تحت اس جرم کی پاداش میں موت کی سزا بھی دی جا سکتی ہے اٹارنی جنرل نے الزام لگایا کہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں حزب مخالف کے بعض ارکان ایک جگہ جا رہے تھے جہاں وہ بعض واقعات کی تحقیقات کرنا چاہتے تھے۔ مگر میندریز اور ان کے حامیوں نے لاٹھیوں سے مسلح افراد بھیج کر پارلیمنٹ کے ارکان کو سفر سے باز رکھا اور وہ اپنے پارلیمانی فرائض انجام نہیں دے سکے۔ مقدمہ کی سماعت ۳۱ جنوری تک ملتوی کر دی گئی ہے تاکہ وہ اپنا مقدمہ تیار کر سکیں۔

درخواست دعا

میرے گھر پچھلے دنوں بعد آپریشن بچی کی ولادت ہوئی تھی جو بقضائے الٰہی فوت ہو گئی گو آپریشن کامیاب رہا ہے لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے اور حالت تسلی بخش نہیں ہے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری اہلیہ کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ شفیق احمد
معلم جامعہ احمدیہ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴